قیامِ امن میں پیر آف مانکی شریف کا کردار

Peer of Maanki Sharif's Role in Establishment of Peace

Dr. Abdul Majeed Baghdadi

Assistant Professor of Arabic,

Allama Iqbal Open University, Islamabad

Abstract

A great spiritual figure of KPK Muhammad Ameen ul Hasanat Peer of Maanki Sharif considered one of the top leadership of Pakistan movement who not only work hard for the creations of Pakistan but also in a very short period he became a very reliable fellow of Quaid Azam. Peer of Maanki Sharif started to participate as politician in the last decade of freedom movement when demand of Pakistan had become the final stance of the Muslims of Subcontinent. In these circumstances Peer of Manki Sharif established an organization entitled "Jamiyyat Asfiya" and played an active role for the recovery of the rights of the Muslim's of subcontinent. In 1945Pir of Manki Sharif held a great conference in Peshawar.All religious scholars and Mashaikh were invited in this conference and it was decided unanimously that all the muslims should be united under the

leadership of Quaid-e- Azam so that muslims can make efforts for their separate homeland"Pakistan." Pir Sahib also participated in All India Banaras Sunni Conference and got full support and validation of ideology of Pakistan. He assured the muslims in his speech that Pakistan will be an Islamic country and told the people that Quaid-e-Azam promised me that Islamic system will be established there. In this article apart from his life, political efforts and his contribution for peace has been discussed briefly.

Key words: Maanki Sharif, Ameen ul Hasanat, Politician, Pakistani movement, Quaid-e-Azam ,freedom movement, Subcontinent, Jamiyyat Asfiya

مشائخ عظام اور صوفیائے کرام سے قبل برصغیر میں اسلام کی آمد شروع ہو چکی تھی اور یہ سلسلہ غزنوی دور سے مغلیہ دور تک جاری رہا۔اگر تصوف کی تصنیف و تالیف کے حوالہ سے صوفیائے کرام کا ذکر کیا جائے تو یہ کڑیاں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تک جاملتی ہیں۔آپ کی بلند پایہ تصنیف کشف المحجوب ہے جس پر نہ صرف مسلم سکالرز کی توجہ رہی بلکہ مستشرقین نے بھی اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔اور یہ حقیقت ہے کہ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے اس دور میں کشف المحجوب کے سوا اور قابل ذکر کتاب علم تصوف پر نہ تھی۔ پاکستان اگرچہ 14، اگست 1947ء کو دنیا کے نقشے پر ابھرا لیکن درحقیقت پاکستان اسی روز معرض وجود میں آ گیا تھا جس دن برصغیر میں پہلا شخص مسلمان ہوا تھا۔اس اعتبار سے پاکستان کی جغرافیائی، تہذیبی و تمدنی اور معاشرتی تاریخ صدیوں پرانی ہے۔

اس لیے کہ ہجرت مدینہ کے ساتھ ہی جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی تو مسلمان، ساری دنیا سے اسلام کی روشنی سے پورے عالم کو منور کرنے نکل کھڑے ہوئے۔اور مسلمان فاتحین جس خطہ میں بھی پہنچے وہاں مسلمانوں کی حکومت کی بنیاد رکھ دی۔لیکن وہ شخصیات جنہوں نے خطے پر نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں پر حکومت قائم کی وہ اولیاء اللہ تھے۔ان ہی میں سے شیخ صفی الدین گازرونی (۱) کی شخصیت اور ہستی ہے، جس نے سب سے پہلے اس سرزمین پر قدم رکھا جسے آج ہم پاکستان کا دل پنجاب کہتے ہیں۔ (۲)

صوبہ سرحد کی تحصیل نوشہرہ کے شمال مغرب میں نو ۹ کلومیٹر کے فاصلہ پر سات سو ۷۰۰ سے زائد

گھروں اور ساڑھے پانچ ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل ایک بستی کا نام مانکی ہے، اور اپنے روحانی فیوض و برکات کی بنیاد پر اس مقام کو صوبہ سرحد کے عوام میں خصوصی مقبولیت حاصل ہے۔(۳)

پیر مانکی شریف اور بدعات:

پیر صاحب ایک مخلص مذہبی رہنما تھے۔ قبائلی علاقہ اور صوبہ سرحد میں آپ کے بے شمار مریدین موجود تھے۔ بے آب و گیاہ پہاڑیوں کے بیچوں بیچ یہ بستی روحانی طور پر بڑی ذرخیز ہے اور تقریباً گزشتہ دو صدیوں سے توحید و رسالت کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ اور ان فیوض و برکات کا منبع دراصل ''غوث الزماں حضرت شیخ عبدالوہاب صاحب ہیں''۔ جنہوں نے پورے ایک سو سال تک بدعقیدگی اور غلو کے خلاف جہاد کرتے ہوئے گذاری۔ سرحد میں آپ کے مریدوں کو" شیخ " کہا جاتا تھا اور ان کی تعداد کئی ہزار تھی۔ یہ شیخ اپنے مرشد کے اشارے پر ہر وقت اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔(۴)

پیر مانکی شریف برصغیر میں آزادی کی تحریک کے دوران بھی امن کے قیام کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کرتے رہے اور کانگرس کے عزائم کو بھانپتے ہوئے آپ نے برصغیر کے اہم سجادہ نشینوں اور مشائخ سے رابطہ قائم کیا تاکہ باہمی صلاح و مشورہ سے کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے ہندوستان کے مسلمانوں میں امن قائم رہے اور ان کا مستقبل تابناک ہو سکے۔ اور مسلمان انگریزوں کی غلامی کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کے دام فریب سے بھی نجات حاصل کر سکیں۔(۵)

ولادت:

حضرت پیر عبدالوہاب صاحب کی ولادت تیرھویں صدی ہجری میں اکوڑہ خٹک میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب نے آپ کا نام اللہ کے حکم سے عبدالوہاب رکھا۔(۶)

تعلیم و تربیت:

حضرت شیخ عبدالوہاب صاحب نے اپنے والد محترم سے ابتدائی تعلیم اکوڑہ خٹک سے ہی حاصل کی اور پھر اس دور کے جید علماء سے بدرشی کے مقام پر بھی علمی استفادہ کیا۔ والد کے انتقال کے بعد آپ نے بدرشی سے موضوع ڈھیری کٹی خیل ہجرت فرمائی اور حصول علم کی تلاش اور حقیقت سے آگاہی کی تڑپ آپ کو غوث الزمان، حریت پسند، صاحب بصیرت سیاستدان حضرت اخوند عبدالغفور صاحب کے پاس سوات لے آئی، جنہوں نے آپ کو ظاہری و باطنی دونوں دولت سے مالا مال کیا۔(۷) آپ کے مرشد حضرت اخوند صاحب کی

زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود کو تین مقاصد کے حصول کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ایک مقصد قال اللہ وقال الرسول کی ترویج، دوسرا مقصد انگریزوں کے خلاف جہاد اور تیسرا مقصد اصلاح معاشرہ تھا۔اور یہی وہ تین بنیادی مقاصد تھے جن کی تربیت حضرت پیر عبدالوہاب صاحب کو دی گئی۔ جب مرشد نے یہ محسوس کرلیا کہ آپ اب عوام کی تربیت کے لیے تیار ہو چکے ہیں تو آپ کو اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا کہ میں اپنی روحانی قوت بجائے اپنے خاندان کے تمہیں منتقل کر رہا ہوں اسطرح میرے خاندان سے تو یہ سلسلہ منقطع ہوجائے گالیکن تمہاری اولاد میں یہ سلسلہ پروان چڑھتا رہے گا۔(۸)

آپ کے مرشد نے یہ دعائیں اس لیے دیں کہ انہوں نے آپ کے گوہر پوشیدہ کو بھانپ لیا تھا کیونکہ مرشد سے عقیدت کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ سخت سردی کے دنوں میں حضرت اخوند صاحب کی پن چکی کو پانی فراہم کرنے والا بند پانی کے زور سے بہہ گیا۔آپ کے مریدون نے جان توڑ کوشش کی کہ کسی طرح بند باندھ دیا جائےلیکن پانی کے بہاؤ کے آگے ان کی ایک نہ چلی تو حضرت عبدالوہاب صاحب خود پانی کے آگے لیٹ گئے اور باقی ساتھیوں سے کہا کہ اب بند باندھ لو۔جب تک بند مکمل نہیں ہوا اُس وقت تک ٹھنڈے پانی میں لیٹے رہے۔اس کی اطلاع جب مرشد کو ہوئی تو آپ کے خلوص سے بے حد متاثر ہوئے۔یہ خلوص اور سادگی مرشد کو بہت پسند آئی اور آپ نے خلافت عطا کرتے ہوئے واپس گاؤں جا کر سلسلہ رشد وہدایت جاری کرنے کی تلقین فرمائی۔جس پر آپ نے واپس آکر ڈھیری کی کٹی خیل میں رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔(۹)

مانکی سے مانکی شریف:

آپ نے مرشد کے حکم سے اپنے گاؤں جا کر رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا اور لوگ جوق در جوق آکر اصلاح آنے لگے اور اس طرح لوگوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی جس سے پانی کی قلت اور جگہ کی کمی محسوس ہونے لگی تو آپ نے مانکی ہجرت فرمائی اور جس دن مانکی تشریف لے گئے اس دن سے مانکی کو مانکی شریف کا اعزاز حاصل ہوگیا، آپ نے اپنی بقیہ عمر یہاں پر کلمۃ الحق کی بلندی میں گزارا چونکہ آپ ے مرشد حضرت اخوند صاحب سوات صرف عالم یا صوفی نہ تھے بلکہ اپنے دور کے عظیم مجاہد بھی تھے لہذا آپ بھی اسی رنگ میں رنگ گئے اور ان تینوں خصوصیات کے حامل بن گئے۔

پیر عبدالوہاب صاحب کا قیام امن میں عملی کردار:

قیام امن کے لیے پیر صاحب نے عوام کی نہ صرف روحانی تربیت جاری رکھی بلکہ باطل کی چیرہ دستیوں

کے خلاف جہاد بھی جاری رکھا جیسا کہ تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے اپنے مرشد کے تربیت سے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر ان کے ہمراہ انگریزوں کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ صوبہ سرحد میں انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان پہلی بھرپور جنگ ''جنگ امبیلہ'' ۱۲۸۰ ہجری (۱۰) میں آپ اپنے پیر و مرشد کے شانہ بشانہ لڑے۔ اس جنگ میں مسلمان غازیوں نے انگریز کی منظم اور مسلح فوج سے جس بے جگری سے مقابلہ کیا کہ انگریز کو یقین ہو گیا کہ وہ سربکفن مجاہدین سے میدان جنگ نہیں جیت سکتا لہذا اس نے حسب عادت حربہ استعمال کرتے ہوئے کچھ خواتین کو خرید لیا جس کی وجہ سے وہ شکست فاش سے بچ گیا۔ لیکن مجاہدین کی یلغار نے اسے صلح کی درخواست کرنے پر مجبور کر دیا جسے حضرت اخوند صاحب نے اس شرط پر قبول فرمایا کہ انگریزوں کی فوج فوراً واپس چلی جائے اور اس طرح صوبہ سرحد کے علاقوں، سوات اور بونیر پر قبضہ کرنے کا انگریزی خواب نہ صرف ادھورا رہ گیا بلکہ انہیں پھر کبھی بھی یہ ہمت نہ ہوئی کہ سوات و بنیر پر خون کشی کریں اور یہ صرف حضرت اخوند صاحب اور حضرت عبدالوہاب صاحب کے جذبہ جہاد کے طفیل ہوا۔ جسے غلام رسول مہر نے ان الفاظ میں خراج عقیدہ پیش کیا ہے" مجاہدین نے اپنے خون حیات سے امبیلہ کے میدان میں جو نقش مرتسم کیا وہ زمانہ کی گردش سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا اور ان شاء اللہ تا قیامت محفوظ رہے گا۔ (۱۱)

وصال:

عالم اسلام کی نابغہ روزگار شخصیت، پختونوں کے مصلح اعظم اور بطل حریت حضرت عبدالوہاب صاحب مانکی شریف نے ایک سو برس تک باطل کی چیرہ دستیوں کو مقابلہ کرتے ہوئے اور انسانوں کی بالعموم اور امت مسلمہ کی بالخصوص اصلاح فرماتے ہوئے ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۲۲ھ (۲۹ اکتوبر ۱۹۰۴ء) کو انتقال فرمایا۔ (۱۲)

اولاد اور خلفاء:

حضرت کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ جن میں سے آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالحق صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا مشن آگے بڑھایا اور روحانیت میں وہ مقام پایا کہ اپنے دور کے غوث کہلائے جب کہ تذکروں میں آپ کے خلفاء کی تعداد تیس سے زائد ذکر کی گئی ہے ان میں نامی گرامی حسب ذیل ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحنان صاحب عرف یار حسین بابا جی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا تاج الدین صاحب

لاہوری، حضرت شیخ مولانا محمد تسلیم عرف شلمان بابا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا میر احمد صاحب تیراہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں صاحب کاکٹر افغانستان (۱۳)

حضرت امین الحسنات رحمۃ اللہ علیہ جو ۱۹۲۲ کو اس دنیا میں تشریف لائے آپ کی پیدائش سے پہلے پاکستان بننے کی پیشین گوئی حضرت کے جد امجد حضرت عبدالحق صاحب پہلے ہی کر چکے تھے کہ میرا یہ بیٹا نیلی آنکھوں والوں کو بھگائے گا۔ جب اسکی عمر ۲۵ سال ہوگی۔ اور واقعتاً ۱۹۴۷ میں پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ (۱۴)

حضرت امین الحسنات نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ نہ صرف علمی بلکہ عملی ماحول تھا۔ جہاں تعلیم کے ساتھ ساتھ اس پر عمل انتہائی ضروری تھا۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے جد امجد حیات تھے جو اپنے وقت کے جید عالم اور اہل تصوف کے امام تھے۔ اور انہوں نے ہی بڑے غور وخوض کے بعد آپ کا نام سید محمد امین الحسنات رکھا اور اس طرح نیکیوں کے اس امین نے تعلیم کی ابتداء کی۔ انا عر ضنا الامانتہ علی السماوات و الارض و الجبال فابین ان یحملنھا و اشفقن منھا(۱۵)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔

حضرت امین الحسنات نے سب سے پہلے اسی امانت یعنی قرآن حکیم کو حفظ کرنا شروع کیا اور اس سلسلے میں اس دور کے جید علماء مولانا عبدالحنان یار حسین باباجی صاحب اور حافظ صالح صاحب سے علمی استفادہ کے ساتھ ساتھ عبدالحنان یار حسین باباجی صاحب ہی سے بیعت کی۔ (۱۶)

حصول تعلیم میں مگن ہی تھے اور ابھی زندگی کی بارھویں بہار میں تھے کہ والد نے رحلت فرمائی اور اس طرح ظاہری بلوغت سے قبل ہی آپ پر مانکی شریف کے سلسلہ میں رشد وہدایت کو جاری وساری رکھنے کی ذمہ داری آن پڑی اور اس دور کے جید علماء مشائخ عظام اور رشتہ داروں نے متفقہ طور پر آپ کو سجادہ نشین مقرر فرما دیا۔ (۱۷)

پیر امین الحسنات کا قیام امن میں کردار:

حضرت امین الحسنات کا زمانہ بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے شروع ہو کر چھٹی دہائی کے آخر میں اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اور یہ تقریباً چالیس برس ایسے ہیں کہ جس میں ہر طرح کے فتنے پیدا ہوئے اور ایسے فتنے

ملکی اور عالمی سطح تک محیط تھے جن کے اثر سے معاشرتی زندگی بری طرح متاثر ہوئی۔ لہٰذا آپ نے سب سے پہلے معاشرتی اصلاح کی طرف توجہ فرمائی تا کہ غیر مسلم حکمران اسلامی ثقافت کو نقصان پہنچاتے ہوئے ان کی معاشرتی زندگی کو زوال سے ہمکنار نہ کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مقامی نظام عدم مساوات نے بھی لوگوں کو معاشی طور پر تباہ حال کر دیا تھا جس سے وہ طرح کی معاشرتی خرابیوں میں مبتلا ہونے لگے تھے جن میں جوا، چوری اور ڈکیتی عام تھی۔ آپ نے اصلاح کا کام گھر سے شروع کیا اور مانکی شریف کے بزرگوں اور ان خرابیوں میں ملوث لوگوں کو ایک ساتھ عصرانے پر مدعو کیا اور پھر سب سے یہ حلف لیا کہ نہ صرف خود اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کریں گے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے نجات دلائیں گے۔(۱۸)

بدعات کا خاتمہ:

غیر شرعی رسومات کے خاتمہ کے لیے آپ نے یہ اہتمام کیا کہ اپنے مریدوں میں سے علماء کو مختلف علاقوں میں متعین کیا تا کہ وہ لوگوں کو اسلامی تعلیمات کی اصل روح سے آشنا کریں اور انہیں معاشرتی زندگی میں سادگی، قناعت پسندی اور اخوت کے جذبات اپنانے کی ترغیب دیں۔ اس طرح بہت جلد پورے علاقے میں معاشرتی اصلاح کے اثر سے لوگوں کی معاشی اور اخلاقی حیثیت تبدیل ہوئی اور ان میں محنت و مشقت، اکل حلال اور باہمی تعاون جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہو گئیں جس سے تمام خرابیاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئیں۔(۱۹)

قیام امن کی عملی جدوجہد اور صعوبتیں:

حضرت امین الحسنات صاحب نے سیاسی زندگی کی عملی ابتدا کی اور صوبہ سرحد کے عوام کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔ اور یہی دور صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کا عروج کا دور کہلاتا ہے کیونکہ سرحدی عوام کی اکثریت نے پیر مانکی شریف کی پیروی کرتے ہوئے مسلم لیگ سے وابستگی اختیار کی اور تحریک سول نافرمانی کے دوران آپ کے ہزاروں مریدوں نے خود کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ اس دوران آپ کو بھی گرفتاری عمل میں آئی لیکن ۳ جون ۱۹۴۷ء کو رہائی کے فوراً بعد آپ ایک مرتبہ پھر تحریک پاکستان کو مقبول بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہو گئے۔ اور صوبہ سرحد کی ریفرنڈم کمیٹی کے ایک رکن کی حیثیت سے آپ نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ یہ وہ پس منظر تھا جس میں جس کا تمام تر سہرا حضرت امین الحسنات صاحب پیر مانکی شریف کے سر ہے۔(۲۰) آپ نے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شرکت کی اور خصوصی اجلاس میں نظریہ پاکستان کی توثیق و تائید میں

نہایت سرگرمی سے قرار داد منظور کروائی اور کھلے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کو یقین دلایا کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہوگا اور قائداعظم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہاں اسلامی نظام رائج ہوگا۔ مانکی شریف میں قائداعظم نے علماء کرام مشائخ عظام اور سیاسی شخصیتوں کی موجودگی میں سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ علمائے کرام، پیران عظام ومشائخ حضرات آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے بڑی گرم جوشی سے میرا استقبال کیا اور پاکستان کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کا وعدہ کیا اور آپ نے سپاس نامے میں مجھ سے پوچھا ہے کہ پاکستان میں کونسا قانون ہوگا؟ مجھے آپ کے اس سوال پر بہت سخت افسوس ہے کہ آپ مجھ سے دریافت کررہے ہیں کہ پاکستان میں کونسا قانون ہوگا میں آپ کو بتادینا چاہتا ہوں کہ مسلمان کا ایک خدا، ایک قرآن ہے اور یہی قرآن مسلمانوں کا قانون ہے (۲۱)

پاکستان بننے کے بعد قیام امن میں مانکی شریف کا کردار:

۱۹ نومبر سے ۲۷ نومبر ۱۹۴۵ء کے دورہ سرحد کے اختتام پر قائداعظم نے اہل سرحد کے نام جو پیغام دیا اس پر گرغور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اہل سرحد سے قائداعظم انتہائی متاثر ہوکر گئے تھے۔ اور ڈیڑھ برس ہی گزرا تھا کہ صوبہ سرحد کے عوام نے پاکستان کے حق میں ریفرنڈم کے ذریعہ اپنا فیصلہ دے دیا اور اولیائے مانکی شریف کے اس مشن کی تکمیل ہوگئی جو انہوں نے تقریباً ایک صدی قبل شروع کیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد کم ازکم صوبہ سرحد کی سربراہی آپ کا حق تھا اور اگرچہ آپ کو وزرات پیش بھی کی گئی لیکن آپ نے نہایت بے نیازی سے فرمایا کہ درویشوں کو وزرات سے کوئی سروکار نہیں اور اس طرح آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ کی جدوجہد کسی عہدے یا سیاسی مفاد کے لیے نہیں تھی بلکہ آپ کی کاوشوں کا مقصد اسلامی نظام حکومت کا قیام، عوامی بہبود او ملک استحکام تھا۔ جس کا ایک عملی ثبوت دیتے ہوئے آپ نے قیام پاکستان کے بعد ملی سیاست میں تعمیری حصہ لیتے ہوئے دیا۔ (۲۲)

مہاجرین کی پرامن آبادکاری:

قیام پاکستان کے ساتھ ہی سب سے اہم مسئلہ مہاجرین کی آبادکاری کا تھا جس کے لیے سرحد میں بھی قائداعظم ریلیف کمیٹی قائم کی گئی اور پیر صاحب اس کے نائب صدر مقرر کیے گئے۔ آپ نے قریہ قریہ جا کر اپنے مریدوں اور معتقدین کو اس نیک کام کے لیے تیار کیا جس کے نتیجہ میں عوام نے دل کھول کر فنڈ دیے اور اس طرح صوبہ سرحد میں مہاجرین کو اس طرح آباد کردیا گیا کہ وہ اس معاشرے کا ایک حصہ بن گئے (۲۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے جب پاکستان کا قیام عمل میں آ گیا تو اب اس کے استحکام اور امن کے لیے مخلص اور دین دار راہنماوں کی ضرورت تھی جو اپنی ذات پر قوم وملت کو ترجیح دیں اور یہ توقع صرف ان ہستیوں سے کی جا سکتی تھی جنہوں نے تحریک پاکستان کی اپنے خون سے آبیاری کی تھی۔ اس سلسلے میں جہاں قائد اعظم محمد علی جناح نواب زادہ لیاقت علی خان اور سردار عبدالرب نشتر کے نام ذہنوں میں آتے ہیں وہیں حضرت پیر امین الحسنات صاحب، مانکی شریف اور ان کے ساتھیوں کو فراموش کرنا اکابرین تحریک پاکستان سے انتہائی درجہ بے وفائی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج کا مؤرخ اس اہمیت کو تسلیم کر رہا ہے۔[۲۴]

قیام امن کے لیے سیاسی سطح پر پیر صاحب کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ وہ آپ ہی کی شخصیت تھی جس نے کراچی میں ہونے والے مسلم لیگ کے اجلاس میں یہ تجویز پیش کی کہ حکومت اور پارٹی کی سربراہی الگ الگ ہونی چاہیے اور کئی لیڈروں کی ناپسندیگی کے باوجود اس تجویز کو منظور کر لیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ مسلسل اسلامی نظام کے نفاذ پر زور دیتے رہے۔ ۱۹۵۵ء میں ارباب سیاست کی روش کے پیش نظر کوچہ سیاست کو خیر باد کہہ کر صوبہ سرحد کے عوام کی روحانی پیشوائی پر اپنی تمام تر توجہ صرف کر دی۔ اور ۵ جنوری ۱۹۶۰ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ عبدالرشید، ڈاکٹر، تصوف اولیاء مانکی شریف اور تحریک پاکستان، اولیاء اکیڈمی، پاکستان، ص: ۱۳۵

۲۔ ایضاً ص: ۱۳۶

۳۔ ایضاً ص: ۱۳۷

۴۔ مولانا قاری احمد پیلی بھیتی، تاریخ ہندو پاک، کراچی، ۱۹۷۶ء ص: ۳۶۷

۵۔ حاجی میر احمد خان صوفی، غازی پیر، صوفی میڈیکل ہال پبی، ص: ۳۵۔۳۶۔ نیز دیکھیے: عزیز جاوید، قائد اعظم اور صوبہ سرحد، مطبوعہ پشاور، ۱۹۷۶ء، ص: ۳۵۶

۶۔ ایضاً ص: ۳۷

۷۔ غازی پیر، ص: ۳۸

۸۔ ملفوظات حضرت اخوند صاحب۔ مخطوطہ بحوالہ تصوف اولیاء مانکی شریف اور تحریک پاکستان، ص: ۱۴۷

۹۔ تصوف اولیاء مانکی شریف اور تحریک پاکستان، ص: ۱۴۸

١٠۔ غازی پیر،ص:٤٤
١١۔ غلام رسول مہر،سرگزشت مجاہدین،مطبعۃ دہلی ،ص:٨٨
١٢۔ تصوف اولیاء مانکی شریف اورتحریک پاکستان ،ص:١٥٠
١٣۔ ملانعمت اللہ،مناقب مانکی صاحب،مطبع محمدی لاہور،ص:٢٧
١٤۔ محمد صادق قصوری،اکابرتحریک پاکستان ،مطبوعہ گجرات،١٩٧٦،ص:٥٥
١٥۔ الاحزاب:٧٢
١٦۔ تصوف اولیاء،ص:١٩٥
١٧۔ ایضاص؛١٩٦
١٨۔ ایضاص؛١٩٧
١٩۔ غازی پیپر،ص:٤٧
٢٠۔ اکابرتحریکِ پاکستان،ص:١٥٥
٢١۔ خواجہ رضی حیدر،قائداعظم محمد علی جناح خطوط کے آئینے میں،پیس پبلی کیشنز،لاہور،ص١٥٥۔مزید دیکھیے:غازی پیر،ص:١٨٠۔Constituent Assembly of Pakistan debates، P:46,1949,Volume 5
٢٢۔ شمس الحق کلیکشن،این ڈبلیو ایف پی والیوم ٢
٢٣۔ سید وقار علی شاہ، پیر صاحب مانکی سید امین الحسنات اور انکی سیاسی جدوجہد،قومی ادارہ برائے تحقیق ،اسلام آباد،ص:١٦٥
٢٤۔ تصوف اولیاء مانکی شریف ص:٢٢٥

♦♦♦